تذکرہ شیخ
حسن بن صدقہ دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ



مؤلف مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی

پیشکش مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"

مہا گرو نُسَن تارا(Maha Guru Nusantara)یعنی جزائرِ شرق الہند

(انڈونیشیا،ملائشیاوغیرہ)کے عظیم استاذ



تذکرہ شیخ حسن بن صدقہ دحلان مکی

مصنف

رکن شوریٰ ابوماجد محمد شاہد عطاری

مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی)

www.dawateislami.net

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجیے، ان شاء اللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا:

دعا

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَكَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(مستطرف، 1/40، دارالفکر بیروت)

(اول آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجیے)

نام کتاب: تذکرہ شیخ حسن بن صدقہ دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف رکن شوریٰ ابو ماجد محمد شاہد مدنی عطاری

صفحات : 26

اشاعتِ اول: فروری 2026

مجلس ماہنامہ فیضان مدینہ (دعوتِ اسلامی)

فہرست

عنوان	#
تذکرہ شیخ حسن بن صدقہ دحلان مکی	4
پیدائش وخاندان	4
تعلیم وتربیت	5
اعلیٰ حضرت اور علامہ حسن دحلان	6
امام مسجد الحرام کے منصب پر	7
انڈونیشیا میں دینی خدمات	9
تصنیف وتالیف	10
شخصی خوبیاں	10
وفات وتربت	11
سو سالہ عرس اکبر سید حسن دحلان	14
باقیات وصالحات	16

عنوان	#
(1)استاذ سید زینی بن حسن دحلان	16
(2)شیخ سید حیدر بن حسن دحلان جیلانی حسنی	16
(3)سید صدقہ بن حسن دحلان	19
قندال میں علامہ حسن دحلان کے شاگرد	19
(1)شیخ ابو احمد عبدُالحمید بن احمد قندالی	20
(2)شیخ ابو الخیر بن شیخ عبدُالمنان کالیونگوی	21
(3)شیخ عبدُالرحمن حسین	23
(4)شیخ محمد ہشام بن شیخ محمد امام	25

www.dawateislami.net

شیخ حسن بن صدقہ دحلان مکی

پیدائش وخاندان

شیخ سید حسن بن صدقہ بن زینی دحلان، حسنی، ہاشمی، قریشی، مکی کی پیدائش مکہ مکرمہ کے علمی و روحانی، حسنی سادات گھرانے آلِ دحلان میں 1294ھ مطابق 1877ھ میں ہوئی۔[1] آپ کا نام سید حسن یا حسین،[2] نسبتیں حسنی، ہاشمی، قریشی اور مکی ہیں۔ آپ مبلغِ اسلام، عالم و فاضل، شاعر و ادیب، ذہین و فطین، شریفُ النفس اور متحرک و فعال شخصیت کے مالک تھے۔[3]

اہلِ انڈونیشیا نے اپنے ملک میں آپ کی تدریسی و تربیتی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کو مہا گرو نُسَن تارا (Maha Guru Nusantara) یعنی جزائرِ شرق الہند (انڈونیشیا، ملائشیا وغیرہ) کے عظیم استاذ کا لقب دیا ہے۔[4]

آپ کے والدِ گرامی سید صدقہ بن زینی دحلان مکی کا وصال تقریباً 1296ھ میں مکہ

---

1. مختصر نشر النور، ص179.... فیض الملک الوہاب، ص470
2. شیخ حسن دحلان مکی کا تذکرہ جن کتب میں ہے ان میں سے مختصر نشر النور، فیض الملک الوہاب، نظم الدرر، اعلام المکیین اور الاسرۃ القرشیہ میں آپ کا نام حسین مرقوم ہے جبکہ نشر النور مخطوط، سیر و تراجم، منحۃ الحنان، وسام الکرم، تاریخ مکہ لسباعی، سرورق کتاب الآثار فی الاستطار اور انڈونیشیا کے تمام مصادر میں حسن تحریر کیا گیا ہے۔ حتی کہ آپ کی تربت کے کتبہ میں بھی شیخ حسن بن صدقہ دحلان لکھا ہے۔ اس لیے اسی نام کو ترجیح دی ہے۔ بعض نے آپ کے والد کا نام صدیق لکھا ہے جبکہ درست صدقہ ہے۔
3. نظم الدرر، ص436
4. انٹرنیٹ مضمون: Peringatan Satu Abad Haul Sayyid Hasan

وطائف میں پھوٹنے والی وباحمی (سخت بخار) میں ہوا، اس وقت آپ کی عمر صرف دو سال تھی۔[1] آپ کے چچا جان عالمِ اسلام کی مشہور و معروف شخصیت مفتیِ شافعیہ، شیخ الاسلام علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی، نانا عارف باللہ حضرت شیخ سید محمد زینُ الدین شطا دمیاطی، مکی، ازہری، ماموں شیخ سید عمر شطا، شیخ سید عثمان شطا اور صاحبِ اعانۃ الطالبین شیخ سید ابو بکر (بکری) شطا مکہ مکرمہ کے مشاہیر علمائے مکرمہ سے تھے۔[2]

والد کی وفات کے بعد آپ چچا جان شیخ الاسلام علامہ سید احمد بن زینی دحلان کی کفالت میں آ گئے۔ 1304ھ مطابق 1886ء میں ان کا بھی وصال ہو گیا۔ چنانچہ آپ کی سرپرستی و کفالت امیرِ مکہ سید عون الرفیق نے بہترین انداز میں کی۔[3]

تعلیم و تربیت

شیخ حسن دحلان ذہین و فطین تھے کہ چھوٹی عمر میں قرآنِ پاک حفظ کر لیا۔ اس کے بعد الاجرومیہ، الفیہ ابنِ مالک، الزبد وغیرہ متون کو زبانی یاد کیا۔ آپ نے افاضلِ علمائے مکہ سے علمِ دین حاصل کیا۔ زیادہ تر کتب اپنے ماموں شیخ سید عمر شطا مکی، بھائی شیخ عبدُ اللہ بن صدقہ دحلان اور دیگر اساتذہ شیخ عبدُ اللہ بن عثمان عجیمی اور شیخ صالح بافضل مکی سے پڑھیں۔ علامہ شیخ علی کمال مکی سے متعدد فنون میں مہارت پائی۔ اس کے بعد مصر تشریف لے گئے اور وہاں کے علما سے استفادہ کیا۔ آپ علوم و فنون میں ماہر اور نظم و نثر میں کامل

---

1. ترجمۃ الحبیب احمد بن حسن عطاس، ص 42
2. فیض الملک المتعالی، ص 1071، 1367، 1368
3. نفحۃ الرحمن، ص 49، 50

www.dawateislami.net

مہارت رکھتے تھے۔[1]

جب علامہ رحمتُ اللہ کیرانوی مہاجر مکی نے مسجدُ الحرام میں مقام حنفی میں حلقۂ درس لگانا شروع کیا تو آپ نے ان سے درسی کتب پڑھ کر شرفِ تلمذ پایا۔[2] آپ کا شمار مدرسۂ صولتیہ مکہ مکرمہ کے فاضلین میں ہوتا ہے۔[3]

اعلیٰ حضرت اور علامہ حسن دحلان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری 1323ھ مطابق 1906ء میں حرمین طیبین حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے اسانید و مرویات کی اجازات حاصل کیں، چنانچہ صاحبزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان تحریر فرماتے ہیں: اگلے دن یعنی بتاریخ 20 ذی الحجہ (1323ھ) والد صاحب کی زیارت کے لیے حضرت مولانا الشیخ صالح کمال تشریف لائے جو برگزیدہ علمائے کرام کے سردار ہیں۔ ان کے ساتھ فضل و کمال کے گھرانے دحلان (بیتِ دحلان) کے دیگر اہلِ علم اور اصحابِ فضیلت بھی تھے۔ ان کے طلب کرنے پر اعلیٰ حضرت نے سب کو زبانی اجازتیں بخشیں۔[4]

الاجازات المتینہ، صفحہ 65 اور ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، صفحہ 215 میں جو مرقوم ہے اس کا خلاصہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے 24 صفر 1324ھ کو مکہ شریف سے مدینۂ منورہ سفر

---

1. نظم الدرر، ص436، وسام الکرم فی تراجم ائمۃ وخطباء الحرم، ص154
2. سیر وتراجم، ص110
3. الجزیرہ آئی نیوز پیپر، 7 دسمبر 2006، مضمون: اثنینیۃ عبد المقصود خوجۃ تکرم مدرسۃ الأدباء والعلامۃ۔ (https://www.al-jazirah.com/2006/20061207/cu5.htm) بعض انڈونیشین مصادر میں آپ کو مدرسۂ صولتیہ کا مدرس لکھا ہے مگر اس کی تصدیق عرب مصادر سے نہیں ہوتی۔
4. الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ، ص29

شروع کرتے وقت ایک صالح نوجوان طالبِ علمِ دین حضرت سیّد محمد بن عثمان دحلان مکی کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ پیر زادہ عابد حسین صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ یہ حضرت سیّد حسن بن صدقہ دحلان مکی ہیں۔ اس وقت (محمد بن) عثمان نام کی کوئی شخصیت دحلان خاندان میں نہیں تھی۔[1]

امام مسجد الحرام کے منصب پر فائز

شیخ سید حسن دحلان کو حکومت کی جانب سے مسجد الحرام کے مقامِ شافعی میں نمازِ تراویح کا امام مقرر کیا گیا، آپ ہر سال یہاں نمازِ تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ جب جمادی الاولیٰ 1323ھ مطابق جولائی 1905ء میں شریف عون الرفیق نے طائف میں انتقال کیا تو شریف علی بن عبدُ اللہ بن عون باشا کو مکہ مکرمہ کی امارت سونپی گئی تو آپ نے اس کے بارے میں ایک نظم لکھی۔[2]

آپ نے جو اشعار کہے وہ اور اس کا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے:

وتلك المعالی والامانی تسعد | عهد حبّذا ذاك العهد المجدّد

یہی وہ عظمتیں اور آرزوئیں ہیں جو اس عہد کو سعادت بخشتی ہیں؛ کیا ہی باعظمت تھا وہ عہد۔

عمُرت بمولانا محمدٍ حبذا | الأفراح عنه الشرف قد تورد

جب حضرت شریف علی بن شریف عبدُ اللہ باشا کو امارت ملی تو یہ دور خوشیوں اور سعادتوں سے معمور ہو گیا۔ ہر طرف خوشیاں چھا گئیں گویا ان کی وجہ سے شرف و عزت

1 امام احمد رضا اور علمائے مکہ مکرمہ، ص58، 20
2 وسام الکرم، ص154، فیض الملک الوہاب، ص470، تاریخ مکہ لسباعی، ص627

www.dawateislami.net

کی بہار آگئی ہو۔

صفا الكأس لكم والورودُ | ذُرى الملك للأوحد المطاع المهند

یہ انعام و سعادت کا زمانہ ہے کہ جس میں خوشیوں کے جام بھر گئے اور نعمتوں کے چشمے جاری ہوئے۔ سلطنت کی بلندی ایک ایسے یکتائے روزگار اور مطاع شریف کے ہاتھوں میں آئی جس کی تلوار حق کے لیے چمکتی ہے۔

لها قربٌ بشرتنا نير رياضها | قد زهت ولسان البرق نادى فى الملأ

اس دور میں اہلِ بیت کو قربت اور بشارت نصیب ہوئی۔ باغ و چمن روشن اور شاداب ہو گئے، یہاں تک کہ گویا بجلی کی زبان سے آسمان اعلان کر رہا تھا کہ خوش خبری ہو تمہیں! یہ وہ زمانہ ہے جس میں صفا کی خوشبو اور بہاریں نمودار ہوئیں۔

يا بشرى الصفا بشراكمُ | من يُندى لموا استارها فى الشريف

یہ سب برکتیں اس خاندانِ جلیل کی وجہ سے ہیں جو شرافت، امامت اور کرامت میں سب سے بلند ہے۔

بن الشريف بن الشرفين حيدر والدهُ | أو ينتمى ملك عمل أما به

وہ خاندان جس کا سلسلۂ نسب حیدرِ کرار، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے اور جس نے شیر خدا کی وراثت کو سنبھالا ہے۔

وارث الكرار فى سماواته | جند الحراب فى ترابه ملك دونهُ

وہ امیر نہ صرف دنیوی سلطنت کے وارث ہیں بلکہ روحانی طور پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف کے حامل ہیں۔

www.dawateislami.net

التی نسبُ أردوا له | ملك دونته الأم التی نسبُ[1]

ان کی حکومت گویا اہلِ بیت کی عظمت اور ان کے جاہ وشرف کا تسلسل ہے۔

انڈونیشیا میں دینی خدمات

شیخ سید حسن دحلان نے مسجد الحرام اور اپنی مادرِ علمی مدرسۂ صولتیہ مکہ مکرمہ میں کچھ عرصہ تدریس بھی فرمائی اور کئی طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا۔[2]

پھر آپ نے کم وبیش 1330ھ مطابق 1912ء میں انڈونیشیا کا سفر کیا، سفر کا مقصد یہ تھا کہ اسلامی علوم سے اہلِ انڈونیشیا کو روشناس کروایا جائے۔ آپ نے سب سے پہلے جزیرہ سماٹرا (Sumatra) میں جمبی (Jambi) کے مقام پر ایک مدرسہ قائم فرمایا، پھر جنوبی سولاویسی (South Sulawesi) کے شہر مکاسر (Makassar) چلے گئے۔ یہاں بھی درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہاں کے لوگوں نے آپ سے بھرپور استفادہ کیا، ابھی بھی یہاں کے لوگ میلوں سفر کر کے وسطی جاوا (Central Java) میں آپ کی تربت پر حاضری کے لیے آتے ہیں۔ آپ نے مرکزی جامع مسجد قندال[3] وسطی جاوا (Central Java) انڈونیشیا کے شمالی حصے میں سکونت اختیار فرمائی اور یہاں قائم مدرسے میں تدریس کرتے رہے۔ آپ کے شاگرد بعد میں قندال (Kendal) کے سرکردہ دینی اور سماجی راہ نما

---

1. نشر النور والزهر، نسخۃ الاصل، مخطوط، ص1006
2. الجزیرہ آئی نیوز پیپر، 7 دسمبر 2006، امام احمد رضا بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ، ص304
3. مسجد اعظم قندال (Kendal) شہر کی مرکزی جامع مسجد ہے۔ یہ مغربی مرکزی شاہراہ (جالان سوئیکارنو ہٹا) پر، قندال ضلع کی سرکاری دفتری عمارتوں کے سامنے قائم ہے اور اسے قندال ضلع کی سب سے قدیم مسجد مانا جاتا ہے۔ یہ مسجد تقریباً 1493ء مطابق 1210ھ میں رادن سوریو (Raden Suweryo) المعروف ولی جوکو (Wali Joko) نے تعمیر کی تھی۔ اب تک کی اس کی تعمیر جدید آٹھ مرتبہ ہو چکی ہے۔

www.dawateislami.net

بنے۔ کچھ عرصہ آپ کالی وُنگو(Kaliwungu) ضلع قندال، وسطی جاوا میں بھی مقیم رہے۔ یہاں آپ کے ماموں زاد بھائی شیخ احمد شطا بن ابو بکر بکری شطا کے بیٹے شیخ ابو بکر المعروف سید بکور قیام پذیر تھے۔ آپ نے کالی ونگو کے علاقے پنگ کوران(Pungkuran) میں مدرسۂ دینیہ کی بنیاد رکھی۔[1]

تصنیف و تالیف

شیخ حسن دحلان کی تصنیف و تالیف کے بارے میں معلومات نہ ہو سکیں۔ البتہ! 1329ھ مطابق 1911ء کو آپ کے چچا جان علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی کی نمازِ جمعہ، عیدین، کسوف وخسوف اور استسقاء کے احکام وخطبوں پر مشتمل تصنیف کتاب الآثار فی الاستمطار مطبعة مدرسة والدة عباس الاول قاہرہ مصر سے شائع ہوئی تو سرِ ورق پر ناقل کے طور پر آپ کا نام اس طرح لکھا ہے: حسن بن صدقہ بن زینی دحلان۔ اس کی ابتدا میں شیخ محمد صالح بن صدیق کمال مکی، حنفی، شیخ عمر باجنید بن ابو بکر مکی شافعی اور شیخ محمد صالح بافضل مکی کی تقاریظ بھی شامل ہیں۔ میرے پیشِ نظر جو پی ڈی ایف ہے اس کے 43 صفحات ہیں۔[2]

شخصی خوبیاں

شیخ حسن دحلان حافظِ قرآن، عالمِ دین، شیخِ طریقت اور مبلغِ اسلام تھے۔ اپنی علمی و خاندانی وجاہت کی وجہ سے مقبولِ خاص و عام ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے شاگرد اور ہم عصر عالمِ دین شیخ ابو احمد عبدُ الحمید بن احمد قندالی نے آپ کی شان میں عربی

---

1. انٹرنیٹ مضمون: Makam Ulama Makkah di Langenharjo Kendal
2. اس کی پی ڈی ایف فائل پیرزادہ عابد حسین صاحب نے بھیجی جس پر میں ان کا شکر گزار ہوں۔

www.dawateislami.net

میں ایک نظم لکھی جس کا خلاصہ یہ ہے:

میرے محبوب اور سردار سید حسن دحلان ہی وہ شخصیت تھے جو علم کے امام تھے، جن کے پاس تمام علوم سمٹ آئے تھے۔ وہ نہایت سخی اور جلیلُ القدر تھے اور کبھی بھی ملامت کرنے والوں سے خوفزدہ نہ ہوئے۔ وہ اللہ پاک سے بے پناہ محبت کرتے اور خلوص وخشوع کے ساتھ عبادت کرتے تھے۔ ان کی شخصیت نہایت باوقار، خوبصورت اور دلکش تھی۔ گھر کے ماحول میں بھی وہ با اخلاق تھے۔ سید دحلان اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ انہوں نے اپنے ہم عصر علما پر فضیلت حاصل کی اور نمایاں خوبیوں کا اظہار کیا، نیز ان کی عبادتیں اشکوں سے تر رہتی تھیں۔ جب ان کے وصال کی خبر عام ہوئی تو مؤرخین نے لکھا کہ وہ سچائی اور عزت کی نشست میں جا پہنچے۔ وہ حسن وشرافت کی سفید ریش کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔[1]

وفات وتربت

شیخ سید حسن دحلان کا وصال 16 جمادی الآخر 1340ھ مطابق 13 فروری 1922ھ کو لانگن ہرجو (Langenharjo) ضلع قندال (Kendal) وسطی جاوا (Central Java) انڈونیشیا میں ہوا اور قریبی عوامی قبرستان گرابگ (Grabag) میں تدفین کی گئی۔[2]

وقت گزرنے کے ساتھ آپ کی تربت زمین کے برابر ہو گئی، صرف سرہانے اور پائینتی میں نصب دونوں پتھر باقی تھے۔ جس احاطے میں آپ کی تربت ہے اس کے چاروں

---

1 منحۃ الحنان فی ترجمۃ ابن عبد المنان، ص 75، 76

2 انٹرنیٹ مضمون: Menziarahi Makam Sayyid Hasan Shadaqah Zaini Dahlan di Kendal

www.dawateislami.net

جانب لوہے کی جو گرل لگائی گئی تھی وہ اور اس کے اوپر کی چھت بھی خستہ حال ہو گئی۔ چنانچہ اگست 2023ء میں اس کی تعمیرِ نو کا آغاز ہوا۔

تربت کو بلند کر کے اس پر گہرے پیلے رنگ کا سنگِ مرمر نصب کیا گیا۔ مزار کی چھت اور اس کے گرد لوہے کی جالی لگائی گئی اور ایک نیا کتبہ بھی نصب کیا گیا، جس پر انڈونیشین زبان میں جو عبارت ہے اس کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

سید حسن بن سید صدقہ بن سید زینی دحلان الجیلانی الحسنی۔ وفات۔ 13 فروری 1922ء۔ 16 جمادی الآخر 1340ھ۔ اوائل 1900ء میں بانیِ مدرسۂ دینیہ پنگ کوران کالی ونگو۔[1]

قبر کی ایک جانب ایک پتھر نصب کیا گیا ہے جس پر وہ منقبت لکھی ہے جسے آپ کے شاگرد مولانا محمد ہشام بن مولانا محمد امام نے نظم کیا تھا:

توفی حسن دحلان فی القندالی من	نمی بالحبیب الجیلانی مکة سکن
یبالغ فی التعلیم للمستفید من	مرید فتوحا فی علوم وفی سنن
إمام جلیل کامل فی المحاسن	وفی الأعجمی ینشی المدارس بالمؤن
بافاق جاوا والبقیس وغیرها	یحامی عن الاسلام فیها من الفتن
به تکشف الأهوال فی کل موطن	وفی کل صعب والشدائد والمحن
یا ایها الإخوان فابکوا وفاته	ثلاث جمادی الست فی النصف أرخن
بدار الجلال فاز دحلان ناهضا	فیا ربّ انهض ناظما فیه مع حسن
إذا کان هذا النظم عیبا فأصلحن	هشام یرجی مصلحیه بما یعن

[1] https://www.instagram.com/p/CwpdgYOhMgR

www.dawateislami.net

بأمر الرفيق الشيخ عبد الحميد من | يعلم من كان فى القندالى سكن

- حسن دحلان قندال میں وفات پاگئے، وہ شخص جن کا تعلق حبیب جیلانی سے تھا اور مکے میں رہتے تھے۔
- وہ فائدہ حاصل کرنے والے کو تعلیم دینے میں بہت کوشش کرتے تھے، جو علوم اور سنتوں میں فتوحات کا طالب ہو۔
- وہ خوبیوں میں ایک عظیم اور کامل امام تھے اور غیر عرب علاقوں میں محنت سے مدارس قائم کرتے تھے۔
- جاوا، بگیس اور دیگر علاقوں میں وہ اسلام کو فتنوں سے بچاتے تھے۔
- ان کے ذریعے ہر جگہ خوف دور ہوتے تھے اور اور ہر مشکل، ہر سختی اور ہر آزمائش میں سہارا ملا۔
- اے بھائیو! ان کی وفات پر روؤ، جو چھٹے مہینے (جمادی الاخریٰ) کے درمیان میں ہوئی۔
- جلال کے گھر میں دحلان نے کامیابی حاصل کی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ اے رب! اس نظم کے کہنے والے کو بھی حسن کے ساتھ اٹھا۔
- اگر اس نظم میں کوئی خامی ہو تو اسے درست کر دیا جائے۔ ہشام امید کرتا ہے کہ اصلاح کرنے والے مدد کریں گے۔
- یہ نظم دوست شیخ عبدُالحمید کے حکم پر لکھی ہے، جو ان لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں

www.dawateislami.net

جو قندال میں رہتے ہیں۔[1]

سو سالہ عرس اکبر سید حسن دحلان

آپ کے ورثا آپ کا سالانہ عرس ہر سال انفرادی طور پر مناتے اور ایصالِ ثواب کا سلسلہ کیا کرتے تھے۔2023ء میں آپ کا سو سالہ عرس بڑی سطح پر منایا گیا۔ عرس سے پہلے اس کی تشہیر کی گئی۔ آپ کے حالاتِ زندگی کا ایک پمفلٹ شائع کیا گیا، جس کے ضمن میں شیخ الاسلام علامہ سید احمد بن زینی دحلان اور علامہ سید عبدُ اللہ بن صدقہ دحلان کا تعارف بھی شامل تھا۔ اس کے علاوہ ایک اشتہار شائع کیا گیا جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

سو سالہ عرس / یادگار تقریب

سید حسن قندال بن سید صدقہ بن زینی دحلان الجیلانی الحسنی

ماہر العلماء نُصنُترا (انڈونیشیا وغیرہ کے عظیم استاذ العلماء) اور نسبی وارث و جانشین سلطان الاولیاء شیخ عبدُ القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

29 دسمبر 2023ء بروز جمعہ کو عوامی قبرستان گرابگ میں آپ کی تربت پر ”سو سالہ عرس اکبر سید حسن“ کے عنوان سے تقریب ہوئی، جس میں کثیر علما و طلبہ، آپ کے خاندان کے افراد اور عام عوام نے شرکت کی۔ اس میں آپ کی خدمات کو خوب سراہا گیا۔ مجلس العلماء انڈونیشیا (MUI) قندال کے صدر، چیئرمین مرکزی مسجدِ اعظم قندال، شیخ اسروعی طاہر (KH Asroi'e Thohir) نے تقریر کرتے ہوئے آپ کے حالاتِ زندگی بیان کئے، جس میں ذکر کیا کہ آپ اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت کے لیے مکہ مکرمہ سے

[1] منحۃ الحنان فی ترجمۃ ابن عبد المنان، ص78، 79

www.dawateislami.net

19 ویں صدی کے شروع میں نہایت کٹھن سفر کر کے انڈونیشیا تشریف لائے۔ آپ نے کوئی ظاہری عمارت یا مکان یادگار نہیں چھوڑا مگر آپ کی علمی میراث باقی ہے۔ آپ کے شاگرد اور پھر ان کے شاگرد خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ شیخ سید حسن دحلان نے ساری زندگی تعلیم و تدریس میں گزاری، کیونکہ ان کی ہجرت کا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دینِ اسلام کے علوم کو انڈونیشیا میں پھیلانا تھا۔ سید حسن کی زندگی کا کوئی دن بغیر تدریس کے نہیں گزرتا تھا۔ اگرچہ اس وقت اساتذہ کو کوئی پیشہ ورانہ وظیفہ یا تنخواہ نہیں دی جاتی تھی، لیکن پھر بھی سید حسن کی تعلیمی سرگرمیوں میں محنت اور بے مثال خلوص تھا، نیز آپ کا مقصد محض رضائے الٰہی کا حصول تھا۔

درحقیقت ہمارے قدیم علما نے پہلے ہی سے بین الاقوامی سطح پر دین کی خدمت کی ہے۔ اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ان کے نقشِ قدم پر چلیں اور علم کے میدان میں پیچھے نہ رہیں۔ جب شیخ حسن دحلان قندال میں مقیم ہوئے تو مسجدِ اعظم قندال کے شمال میں ایک مدرسے کے قریب رہائش اختیار کی جس کے نتیجے میں بہت سے شاگرد ان سے علم حاصل کر کے قندال کے بڑے دینی راہ نما بنے۔

یہ واقعی سید حسن قندال کا پہلا باقاعدہ عرسِ اکبر ہے جو اجتماعی طور پر منایا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے خاندان والے عرس کو ہمیشہ علیحدہ علیحدہ انداز میں کرتے تھے، کیونکہ سید حسن کا خاندان مختلف علاقوں میں بکھرا ہوا ہے۔

الحمدُ للہ! اس بار سب ایک ساتھ جمع ہو کر ایک صدی مکمل ہونے پر عرس منا رہے ہیں اور سب لوگ گرابگ، قندال کے مزار پر جمع ہو گئے ہیں۔

www.dawateislami.net

ہم جو آج یہاں جمع ہیں، یہ سب علما کی خدمات اور قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہمارے پاس ایسا عظیم المرتبت عالم ہو جن کی اس ملک کے لیے اتنی عظیم خدمات ہوں اور ہم انہیں یاد نہ کریں، نہ ہی ان کے لیے عرس کا اہتمام کریں؟ پوری قوم پر لازم ہے کہ وہ اپنے ایسے جلیل القدر علما کی یادوں کو زندہ رکھیں۔[1]

باقیات وصالحات

شیخ حسن دحلان کی شادی اور اولاد کی تمام تر تفصیلات نہ مل سکیں۔ آپ کے تین صاحبزادوں کی کچھ معلومات حاصل ہوئیں، جو قارئین کی خدمت میں پیش ہیں:

(1) استاذ سید زینی بن حسن دحلان مکی

شیخ سید حسن دحلان کے ایک بیٹے استاذ زینی بن حسن دحلان شافعی ہیں۔ ان کا شمار اہلِ علم میں ہوتا تھا۔ ان کی رہائش مکہ مکرمہ کے محلہ شامیہ میں تھی۔ انہوں نے شعبہ تدریس میں ترقی کی اور فقہِ شافعی کے ایک قابل استاذ کے طور پر مشہور ہوئے۔ انہوں نے تدریس کے ساتھ ساتھ وعظ ونصیحت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔[2]

(2) شیخ سید حیدر بن حسن دحلان جیلانی حسنی

شیخ سید حسن دحلان نے کالی وُنگو (Kaliwungu) ضلع قندال، وسطی جاوا، انڈونیشیا کے مولانا عمر قندال کی بیٹی محترمہ سیٹی زہرا سے نکاح کیا۔ ان کے ہاں 1915ء میں شیخ حیدر بن حسن دحلان لاسمی کی پیدائش ہوئی۔ انہوں نے اپنے والدِ گرامی علامہ حسن

---

1. انٹرنیٹ مضمون: Peringatan Satu Abad Haul Sayyid Hasan
2. حاشیہ سیر وتراجم، ص110، حارۃ الشامیۃ والحارات المجاورۃ لھا، ص90

www.dawateislami.net

دحلان، بانیِ نہضۃ العلماء علامہ محمد ہاشم اشعری اور مولانا مفتی معصوم احمد لاسمی سے علمِ دین حاصل کیا۔

جولائی 1975ء کو مخصوص دعا کی اجازت عارف باللہ مولانا حاجی شمس الدین پیٹر آف چیبیوک(Cibiuk)پانڈے گلنگ(Pandeglang)صوبہ بانتین (Banten)مشرقی جاوا سے پائی۔[1] انہیں ننہال کی اہم روحانی اور علمی شخصیت شیخ سید حمزہ شطا لاسمی[2] المعروف مباہ ندورو(Mbah Ndoro)یعنی سید بزرگوار کی صحبت ملی، جن سے انہوں نے خوب استفادہ کیا۔ان کی شادی بھی انہی کی بیٹی سیدہ حلیمہ سے ہوئی۔ شیخ سید حیدر دحلان نے درس و تدریس، وعظ و نصیحت اور دیگر دینی، ملی اور فلاحی خدمات سرانجام دیں۔

تحصیلِ علم کے بعد عملی زندگی کا آغاز اپنی جائے پیدائش قندال میں کیا، پھر کچھ عرصے بعد لاسم (Lasem) ضلع ریم بانگ(Rembang)وسطی جاوا(Central Java) انڈونیشیا کے قریبی علاقے سدان(Sedan)میں مقیم ہوئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ انہوں نے کئی تنظیمات میں شرکت کی، بالخصوص نہضۃ العلماء میں فعال و متحرک رہے۔ یہ علمائے کرام سے مضبوط رابطے میں رہتے تھے۔ دیگر مصروفیات کے ساتھ انہوں نے تصنیف و تالیف کی جانب بھی توجہ فرمائی۔

انہوں نے امام العلماء شیخ محمد نووی بنتی شافعی کے حالاتِ زندگی کو تحریر فرمایا، جو

---

1. انٹرنیٹ مضمون: INILAH IJAZAH DO'A DAN DZIKIR DARI SYAIKH NAWAWI BANTEN
2. شیخ سید حمزہ شطا کا نسب اس طرح ہے: سید حمزہ شطا بن عبد اللہ شطا بن علامہ سید عمر شطا مکی بن شیخ سید محمد زین الدین شطا دمیاطی مکی ازہری،،، الخ۔ مزید تفصیل علامہ سید عبدُاللہ بن صدقہ دحلان کے تذکرے میں دیکھئے۔

www.dawateislami.net

انڈونیشین زبان میں امام محمد نووی کی پہلی سوانح حیات قرار پائی۔ اس کی اشاعت 1978ء میں ہوئی۔

دیگر کتب میں حیاتِ شیخ علامہ معصوم احمد لاسمی تاریخِ اشاعت 1972، حیاتِ شیخ سید حمزہ شطا، اشاعت 1979ء، حیاتِ احمد سنوسی سوکار بومی، تاریخِ اشاعت 1980ء۔ اس کے علاوہ بھی تصانیف تھیں جو شائع نہ ہو سکیں۔

یہ اپنی دینی و روحانی خدمات، مجاہدانہ کردار، ملی و فلاح کارناموں اور وطنِ عزیز کی آزادی کے لیے سرگرمِ عمل رہنے کی وجہ سے اپنے علاقے میں یک(Yik) یعنی سردارِ قوم اور تحریکِ آزادیِ وطن کے پُرجوش راہ نما(promotor pergerakan ekstremis) کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ان کی تحریک نے عوام میں شعور اور فکری بالیدگی پیدا کی۔ ان کی وفات 15 جمادی الاخریٰ 1400ھ مطابق 1980 میں لاسم میں ہوئی۔ تدفین لاسیم سے جانبِ جنوب مقامِ اولیاء پوہ لانڈک(Pohlandak) تحصیل پنجور(Pancur) ضلع ریم بانگ (Rembang) میں کی گئی۔[1] ان کے مزار پر ہر سال 15 جمادی الاخریٰ میں عرس ہوتا ہے جس میں کثیر عام و خاص شرکت کرتے ہیں۔ ان کی ایک بیٹی شریفہ حنیفہ یونیورسٹی آف سمارنگ (Semarang) وسطی جاوا، انڈونیشیا کی وائس پرنسپل ہیں۔[2]

---

1. انٹرنیٹ مضمون: Sayyid Chaidar Dahlan Al-Jaelani Al-Hasani Lasem Dan Pertautannya Dengan 5 Ulama' Agung۔ لوحِ مزار۔
2. انٹرنیٹ مضمون: Sayyid Chaidar Pancur Rembang, Promotor Pergerakan Ekstremis Lawan Belanda

(3)سید صدقہ بن حسن دحلان جیلانی حسنی

شیخ سید حسن دحلان کے تیسرے بیٹے سید صدقہ بن حسن دحلان ہیں۔انہوں نے اپنی زندگی موضع لباک جایا(lebakjaya) تحصیل کارانگ پاوی تان(karangpawitan) ضلع گاروت(garut)مغربی جاوا، انڈونیشیا میں گزاری۔[1]

گاروت میں مبلغِ دعوتِ اسلامی مولانا حاجی غلام یسین عطاری مدنی یمنی صاحب کے ذریعے سید محمد بن عبدُ اللہ دحلان کے داماد حبیب فہمی المنور سے ان کے بارے معلوم کیا تو ان کا کہنا تھا کہ یہ گاروت میں مقیم نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے وسطی جاوا(Central Java) میں زندگی گزاری ہے۔ان کے بیٹے سید یوسف دحلان ہیں،جو مشہور عالمِ دین شیخ مباح ساہل محفوظ(رئیس عام نہضۃ العلماء و چیئرمین انڈونیشی علماء کونسل/MUI)کے شاگرد تھے۔ انہوں نے مالنگ سٹی(Malang)مشرقی جاوا میں زندگی گزاری اور وہیں وفات پائی۔[2]

قندال میں علامہ حسن دحلان کے شاگرد

مجلس العلماؤ انڈونیشیا(MUI)قندال کے صدر مولانا اسروعی طاہر(KH Asroi'e Thohir)نے سو سالہ عرس اکبر سید حسن دحلان کی تقریب میں سامعین کو بتایا کہ علامہ

---

❶ https://halosemarang.id/125624-2

❷ شریفہ حنیفہ بنتِ شیخ سید حیدر دحلان بن شیخ سید حسن دحلان نے اپنی فیس بک آئی ڈی کے ذریعے سید یوسف دحلان بن حسن دحلان کے بارے میں یہ عبارت لکھی ہے: Salah satu putra sayid sodaqah bin Hasan bin sodaqah Dahlan yang bernama Bang Yusuf Dahlan adalah murid mbah sahal. Lahul Fatekhah buat bang Yusuf Dahlan, beliau tinggal dan wafat di kota Malang Jawa Timur

حسن دحلان کے قندال میں اہم شاگردوں میں مولانا ابو احمد عبدُ الحمید قندال، مولانا عبدُ الرحمن حسین، مولانا عبدُ الخیر بن مولانا عبدُ المنان اور مولانا ہشام بن مولانا محمد امام کے اسمائے گرامی ذکر کئے جاتے ہیں۔[1] ان کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجئے:

(1) شیخ ابو احمد عبدُ الحمید بن احمد قندالی

شیخ عبدُ الحمید قندالی کا شمار قندال کے بڑے علما میں ہوتا ہے۔ یہ کئی کتب کے مصنف تھے۔ انہوں نے علامہ سید جعفر بن حسن بن عبدُ الکریم بن سید محمد بن عبدُ الرسول برزنجی (متوفی 1177ھ) کی منظوم کتاب الجنی الدانی کی شرح بنام جواھر الاسانی علی لجبن الدانی فی مناقب القطب الجیلانی تحریر فرمائی، جو 1344ھ / 1925ء کو مصر سے شائع ہوئی۔ ان کی ایک اور کتاب العقود اللؤلؤیۃ ترجمۃ احادیث الاربعین النوویۃ بھی ہے جس کی اشاعت مکتبہ حاجی امین سنگاپور سے 1348ھ مطابق 1929ء کو ہوئی۔ ان کا وصال 1348ھ مطابق 1929ء میں ہوا اور گرابگ قبرستان، موضع لانگن ہرجو، ضلع قندال میں علامہ حسن دحلان کے پہلو میں دفن کئے گئے۔[2]

ان کے بیٹے شیخ احمد عبدُ الحمید قندالی عالمِ شہیر، مرکزی جامع مسجد قندال کے امام وخطیب، بانیِ مدرسہ الہدایہ قندال، 25 کتب کے مصنف، صاحبِ تقویٰ، مجلسِ نہضۃ

---

1. https://www.suaramerdeka.com/semarang-raya/0411357940/makam-mahaguru-ulama-nusantara-ternyata-ada-di-kendal-berikut-riwayat-singkatnya
2. https://nu.or.id/tokoh/kh-ahmad-abdul-hamid-kendal-atlet-ulama-dan-penulis-kitab-5hFoN

العلماء انڈونیشیا کے اہم اور مؤثر راہ نما تھے۔ انہوں نے مذکورہ شیخ حسن برزنجی کی مشہور منظوم کتاب عقد الجوھر فی مولد النبی الازھر المعروف مولد البرزنجی کا جاوی زبان میں ترجمہ بنام سبیل المنجی فی ترجمۃ مولد البرزنجی کیا ہے۔

ان کی پیدائش 1915ء اور وفات 16 شوال 1418ھ مطابق 14 فروری 1998ء کو ہوئی۔ والد کی تربت کے ساتھ تدفین کی گئی، جہاں ہر سال عرس ہوتا ہے، جس میں ہزاروں افراد شرکت کرتے ہیں۔[1]

(2) شیخ ابو الخیر بن شیخ عبدُ المنان کالیونگوی

شیخ ابو الخیر کالیونگوی کی پیدائش 15 شوال 1328ھ مطابق 20، اکتوبر 1910ء کو عارف باللہ شیخ المشائخ مولانا عبدُ المنان کالیونگوی (وفات، 19 ذو الحجہ 1329ھ) کے گھر کالی ونگو (Kaliwungu) ضلع قندال، وسطی جاوا میں ہوئی۔

انہوں نے قرآنِ پاک مع فنِ قراءت حفظ کیا اور درسی کتب پڑھنے لگے۔ والدِ گرامی سمیت گیارہ سے زیادہ مقامی علما سے درسی کتب پڑھیں، جن میں قاری عثمان بن عبدُ الرشید الحاج اور شیخ حاجی احمد رؤیت بن عبدُ اللہ اونطورو ریا اہم ہیں۔

شیخ امیر بن صبار نے دلائلُ الخیرات، شیخ سید ابو بکر شطا المعروف سید بکور نے اعانۃ الطالبین اور دیگر اجازات عطا فرمائیں۔

1345ھ میں یہ اپنے علاقے سے سفر کر کے مدرسۂ تبویرنگ، جومبانگ، سورَابیا،

---

1 وکی پیڈیا مضمون: Achmad Abdul Hamid Kendal

www.dawateislami.net

مشرقی جاوا میں داخل ہوئے، یہاں بانیِ نہضۃ العلماء شیخ ہاشم اشعری، شیخ حاجی محفوظ حاجینی جوانوی اور قاری اروانی قدسی سے کتب پڑھیں۔

بیماری کی وجہ سے 1346ھ میں انہیں گھر آنا پڑا۔ یہ شوال 1350ھ مہد مبارک، موضع ترمس، فاشیتان، مشرقی جاوا میں تشریف لے گئے۔ یہاں ان کا قیام چار سال دو ماہ رہا۔ یہاں استاذُ العلماء شیخ محفوظ بن عبدُ اللہ ترمسی کے سگے بھائی شیخ محمد دمیاطی بن عبدُ اللہ ترمسی سے خوب استفادہ کیا اور مرویات و اسانید کی اجازات لے کر ذوالحجہ 1355ھ کو فارغ التحصیل ہوئے۔

انہوں نے بیعت سلسلۂ شطاریہ میں 21 شعبان المکرم 1380ھ کو شیخ ابو رضوان احمد کوکب شطاری سے کی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد انہوں نے درس و تدریس کا آغاز مدرسۂ ابتدائیہ مفتاح الاطفال سے کیا۔ ان کی شب و روز کی محنت سے اس میں طلبہ کا اضافہ ہوتا گیا اور اسے 22 ذوالحجہ 1369ھ کو مفتاح العلوم بنا دیا گیا۔ 1370ھ میں ان کے آبائی گاؤں سَریرجو، تحصیل کالی ونگو، ضلع قندال، وسطی جاوا میں مدرسۂ ابتدائیہ اسلامیہ بستان الناشئین کا آغاز ہوا تو یہ اس کے امینِ ادارہ بنائے گئے۔ یہ 1972 سے 1977ء تک نہضۃ العلماء کالی ونگو، ضلع قندال کے رئیسِ شوریٰ رہے۔

انہوں نے 30 سے زائد کتب، مثلاً: منحة الحنان فی ترجمة ابنِ عبدِ المنان، الروائح الوردية علىٰ منظومة الخصائص الحمدیہ، شرح منظومة السجاعی فی الاستعارات،

www.dawateislami.net

التحفة الخيرية فی سيرة خير البريه، الدرر النضيدة علی نظم الخسين عقيدة، النور المبين فی اصول الدين، مقتفيات الجوهر المكنون فی علم البيان، هداية المريدين فی سيرة النبی الامين، قلادة الدرية فی امثلة المحرمية، اسراج الوهاج فی بعض حكم الاسراء و المعراج، العقيدة الاجمالية مع النائح الدينية، المسلك المؤنق شرح السلم المنورق فی المنطق، سراج الهدايه سوانحِ شیخ حاجی احمد رؤیه، قول المنتفح وغیرہ تحریر فرمائیں، جو کئی مدارس میں بھی رائج ہیں۔

یہ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ علم کے طلب گار بنے رہو، کبھی تھکو مت اور کبھی رکنے کا خیال تک نہ لاؤ۔ اس بین الاقوامی بصیرت رکھنے والے عالمِ دین نے 1977ء یا اس کے بعد وصال فرمایا۔ تدفین گرابگ قبرستان، موضع لانگن ہرجو، ضلع قندال میں علامہ حسن دحلان کے قرب میں کی گئی۔[1]

(3) شیخ عبدُالرحمن حسین

شیخ عبدُ الرحمن حسین کی پیدائش یکم جمادی الاولیٰ 1308ھ مطابق 13 دسمبر 1890ء کو قندال کے مشہور عالمِ دین شیخ حسین کے ہاں ہوئی، جو مدرسہ مہد الہدایہ قندال (قائم شدہ، 1350ء) کے بانی اور متولی تھے۔

ان کا سلسلہ حضرت شجاع ولی (Simbah Wali Syuja) سے مل جاتا ہے جن کا مزار مسجدِ اعظم قندال کی پچھلی جانب ہادی ولی شیخ ابو حامد محمد قندالی کے ساتھ ہے اور

[1] منحۃ الحنان فی ترجمۃ ابن عبد المنان، ص 3 تا 72

www.dawateislami.net

دونوں بانیِ مسجدِ اعظم قندال کے بانی ولی جوکو کے جانشین تھے۔

شیخ عبدُالرحمن حسین نے ابتدائی تعلیم والد صاحب سے حاصل کرنے کے بعد یک بعد دیگرے مدرسہ کراپیاک، یوگیاکارتہ (Yogyakarta) جاوا اور مدرسۂ تبویرنگ، جومبانگ، سورَابیا (Surabaya) مشرقی جاوامیں داخلہ لیااور فارغ التحصیل ہوئے۔

فراغت کے بعد والدِ گرامی کے ادارے مہد الہدایہ میں تدریس اور انتظامی امور کی ذمہ داری سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔ ان کی کوشش سے ادارے نے بہت ترقی کی۔ انہوں نے مرکز سلسلۂ قادریہ، نقشبندیہ اور جمیعتُ القراء والحفاظ دو اداروں کی بنیاد رکھی اور ان کی صدارت کے عہدے پر فائز ہوئے۔

یہ مجلسِ نہضۃ العلماء کے ضلع قندال کے دوسرے رئیسِ شوریٰ اور دفترِ امورِ دینیہ (KUA) قندال کے مبلغ اور نائب بھی رہے۔

کافی عرصہ نمازِ فجر اور نمازِ عشا مسجدِ اعظم قندال میں پڑھانے کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد رہی۔

جب مہد الہدایہ قندال کے علاقہ نگیلر (Ngilir) سے پیاکاومن (Pekauman) منتقل ہوا تو یہ بھی وہیں شفٹ ہوگئے۔

یہ تصنیف و تالیف سے بھی دلچسپی رکھتے تھے، ان کی کتاب خیرۃ الحسان بانتن (Banten) سٹی سے شائع ہوئی ہے۔

ان کا وصال 10 جمادی الاخری 1356ھ مطابق 9 فروری 1970ء کو ہوا، جبکہ

www.dawateislami.net

تدفین گرابگ قبرستان، موضع لانگن ہرجو، ضلع قندال میں علامہ حسن دحلان کے قدموں کی جانب کی گئی۔ ان کے صاحبزادے شیخ عبدُ الکریم حسین ان کے علمی جانشین ہوئے، جن کا وصال دورانِ حج 1990ء میں ہوا۔[1]

(4) شیخ محمد ہشام بن شیخ محمد امام

شیخ محمد ہشام کی پیدائش قندال، وسطی جاوا کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔ والدِ گرامی شیخ محمد امام بھی عالمِ دین تھے۔ شیخ محمد ہشام نے شیخ حسن بن صدقہ دحلان سمیت کئی علما و مشائخ سے علمِ دین حاصل کیا۔ یہ ولایت قندال کے اہم عالمِ دین، مصنفِ کتب اور شاعر تھے۔ انہوں نے معرفة الرحمن کے نام سے جاوی زبان میں کتاب لکھی، جو ممبئی، ہند سے شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ قندال کے مشہور ولی و عالمِ دین شیخ ابو حامد محمد بن القاضی محمد الیاس قندالی جاوی (وفات 1930ء) کی کتاب نظم ضروری کا جاوی زبان میں ترجمہ کیا۔ ان کا وصال قندال میں ہوا۔ تدفین گرابگ قبرستان، موضع لانگن ہرجو، ضلع قندال میں علامہ حسن دحلان کے مزار کے احاطے میں کی گئی۔[2]



❶ https://pcnukendal.com/lainnya/id/16765/kh-abdurrahman-husain-dan-pondok-pesantren-al-hidayah-kendal

❷ https://www.suaramerdeka.com/semarang-raya/0411357940/makam-mahaguru-ulama-nusantara-ternyata-ada-di-kendal-berikut-riwayat-singkatnya

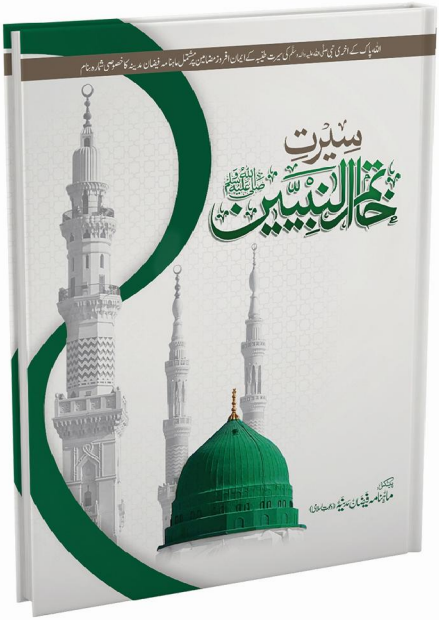
ماخذ و مراجع

1. مختصر نشر النور، شیخ عبد اللہ مرداد ابو الخیر مکی، متوفی 1343ھ۔ عالم المعرفۃ جدہ، عرب 1406ھ
2. فیض الملک الوہاب المتعالی، شیخ عبد الستار صدیقی مکی حنفی متوفی 1355ھ۔ مکتبۃ الاسدیہ مکہ مکرمہ، 1429ھ
3. نظم الدرر مع نثر الدرر۔ شیخ عبد اللہ بن محمد غازی مکی حنفی، متوفی 1365ھ۔ المکتبۃ الاسدیہ، مکہ مکرمہ 1435ھ
4. اعلام المکیین، عبد اللہ بن عبد الرحمن المعلی۔ دار الغرب الاسلامی بیروت، 1421ھ
5. الاسرۃ القرشیۃ اعیان مکۃ المحمیۃ۔ ابو ہشام عبد اللہ بن صدیق۔ مطبوعات تہامۃ، جدہ، عرب 1404ھ
6. سیر وتراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للہجرۃ۔ عمر عبد الجبار۔ مطبوعات تہامۃ، جدہ، عرب 1403ھ
7. منحۃ الحنان فی ترجمۃ ابن عبد المنان، شیخ ابو الخیر کالیونگوی۔ لٹریسی نُسنتارا، جونریجو، باتوسٹی، مشرقی جاوا، انڈونیشیا
8. وسام الکرم فی تراجم ائمۃ وخطباء الحرم، یوسف بن محمد بن داخل صبحی۔ دار البشائر الاسلامیۃ مکہ مکرمہ، 1426ھ
9. تاریخ دراسات فی السیاسۃ والعلم والاجتماع والعمران، احمد بن محمد احمد السباعی۔ مکتبۃ الملک فہد الوطنیۃ 1419ھ
10. الآثار فی الاستمطار، علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی، 1304ھ۔ مطبعۃ مدرسۃ والدۃ عباس الاول 1329ھ
11. ترجمۃ (من مجموع مناقب) الحبیب احمد بن حسن عطاس، شیخ علی بن احمد عطاس 1396ھ۔
12. نفحۃ الرحمن، شیخ ابو بکر شطا شافعی مکی، 1310ھ۔ مکتبۃ ابن حرجو الجاوی، انڈونیشیا 1437
13. الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ، امام احمد رضا 1340ھ۔ مؤسسہ رضا لاہور 1324ھ
14. امام احمد رضا اور علمائے مکہ مکرمہ۔ محمد بہاء الدین شاہ۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی 1427ھ
15. حارۃ الشامیۃ والحارات المجاورۃ لھا

www.dawateislami.net

سیرتِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کرنے کے لئے ماہنامہ فیضان مدینہ کا خصوصی شمارہ



آج ہی مکتبۃ المدینہ سے حاصل کیجیے۔